

نالہ شیدا

از

مرزا محمد ابریم بیگ صاحب شیداوارثی



حضرت سید عبد السلام
 عرف میں بالکار رحمت
 اللہ علیہ کر حلب سے
 کب وارثہ کی بے
 سیر کلوش کی کی خو
 کن لیک سید یوسف
 نبوت من اپنے وقت کی
 کامل درس عالم مانع
 ولی فہر جو داعل
 سلسلہ حضرت عبداللہ
 شاہ شعبہ رحمت اللہ
 طیہ سیمیں لئے اسار
 حضرت کرامیں من ان کا
 مزار ہے

بہ کام وارثہ ہاںک علام
 نولو عظیم اللہ ذکرہ کی
 حکم یہ کیا کیا ان کام کو
 کون وارث اپس جلت
 مسوب تکریبی توہین
 حکم مرشد کا ارتکاب نہ
 کرست اگر کون بعض
 شخص ہے کہی کہی اس
 نہیں ہے تو ایسے بناں تو
 مل لیجیے لا کہ ہے
 جھوت ہوں ہے علام کا
 کام علامیں کرنا ہے بعض
 مرشد کے حکم کی
 تھیں کرنا ہے نا کہ
 صرف اور وہ ولی وصول
 کرنا

مرائیہ میریلیں ہے
 اور یہوں ہر حکم مرشد کی
 انسان لازم ہے جھوت
 جعلیے اور وہ ولی ہے ہر
 سر کریں شکریہ



دریں اکابر محدثین میں سے ایک اور اعلیٰ محدثین میں سے ایک تھے تبدیل سید عبد السلام



ناله مرتضیا

از

هر زا محمد ابراهیم بیگ صاحب شیخ آذانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

گل سے عارض پر شکن گیسو ترے ترجھی نظریں او نینا مذہب
 ناز دل چھینے آدا بشمیں کرے کیوں نہ ایسی فیکل پر عاشق مرے
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبے
 سر کئے عاشق کئے غارتگرے
 سب سے کہتا ہے موذن بر ملا یہ حندانی میں ہے یکتا مرقا
 بُت کدے میں بھی یہی چر چاٹنا ہے یہی ناقوس کی ہر دم صدا
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبے
 سر کئے عاشق کئے غارتگرے
 بھیر خوبی بنیع حنبل و عطاء صاحب جود و کرم کان حنـا
 پخر رفت مرتکیں مہ لفت با وفا کہتا ہے کوئی بے دنا
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبے
 سر کئے عاشق کئے غارتگرے
 دارث ملک سلیمان ہو تمہیں جبلہ غم شبتاں ہو تمہیں!
 دشمن گبر و سلام ہو تمہیں مان کے خواہاں جان جاناں ہو تمہیں
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبے
 سر کئے عاشق کئے غارتگرے

خلقِ داکرام و عطا نہیں ہے کب ہاں ہاں آرام دل پھرے ایں سب
 باونا ہے ہمہ راں تیرا القب پر بھئے میں کہا کہوں اے غنچہ لہر
 من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے
 سر کش عاشق کش غارتگرے
 کو بکو پھرتے ہیں عاشق بے قرار اپنی عزت میانتے ہیں ننگ دھار
 نام جھپٹتے ہیں تمہارا بار بار جل کے کھتا ہے کوئی بے انتیار
 من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے
 سر کش عاشق کش غارتگرے
 ہے صشم دل سے تراہندا کوئی چشم میگوں کا ہے مت والا کوئی
 کوئی دیوانہ ہوا مُسوا کوئی چپاہ میں ڈوبا ہے سرتاپا کوئی
 من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے
 سر کش عاشق کش غارتگرے
 سب سے بیگنا نہ ہیں تیرے آشنا رات دن روئے ہیں غم کے مبتلا
 درد ہوتا ہے جو سینے میں سوا آہ و نالہ سے یہ آتی ہے صدا
 من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے
 سر کش عاشق کش غارتگرے
 سیکڑوں عاشق ہیں تیرے گلزار ہے کوئی ہمیتاب کوئی بے زار
 کوئی سر دھنتا ہے کوئی اشکبار جان دیتا ہے کوئی پروانہ دار
 من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے
 سر کش عاشق کش غارتگرے
 گیردا پہن اکسی نہ ہے لباس کو بکو پھرتا ہے کوئی بد حواس
 اپنے جینے سے ہوا کوئی اُداس تیرے تدمول کی قسمے ذی اساس
 من نہ دیدم چوں تو ہرگز دلبے
 سر کش عاشق کش غارتگرے

گھاہ بنتے ہو کسی کے خضرر اہ گھ کسی کو کر دیا ناہن تباہ
ارڈالا عاشقوں کو بے گناہ بیس نے انداز تیرے رنکاہ

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے
مرکش عاشق کش غارت گئے

دین سے کیا عاشقوں کو تیرے کام ایک ساہ ہے اشد اللہ رام رام
بادر کھا ہے کسی نے تیرا نام بے کسی کاہ و نیعنہ صبح و شام

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے
مرکش عاشق کش غارت گئے

ارڈالا جس کو چپا ہا بے خطہ کھیل بھما کاٹا عاشق کا سر
کچھ نہیں ہے تجکو بد نامی کا ڈر کیوں بکھ تجکو نہ ہرنر دیش
من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے
مرکش عاشق کش غارت گئے

واہ کیا عاشق میں تیرے مہ لقا یاد کچھ رکھا نہ تیرے ما سوا
جان دے دی پر نہ یہ سو دا گیا تربوں سے اُن کے آتی ہے صدا

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے
مرکش عاشق کش غارت گئے

سیکڑوں گزرے نظرے محبیں خوش ادا و خوش بیاں خوشنود حسین
دل ربا و شوخ چشم و نازیں پر کسی کو بخہ سے کچھ نسبت نہیں

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے
مرکش عاشق کش غارت گئے

کچھ اہمیں کو یہ نہیں سو دا ہوا تم کو لاثانی جو سمجھے مہ لعا
یس و دامن کو ہمکن نے ہارا اپنے اپنے وقت میں سب کھا

من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے
مرکش عاشق کش غارت گئے

بسند پرور جان بیان عالم پناہ یوں کھڑے ہیں درپتیرے داد خواہ
 مفطر بگریاں پریشان اور تباہ اک زبان کہتے ہیں سب یہ بھر کے آہ
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے
 سر کئے عاشق کئے غارت گرے
 تھا بار و تیسرہ ثریکاں خط و حمال نرگسی آنکھیں سیہ زلفوں کے بال
 ناز دانداز داؤ نامیں و حمال بس انہیں سہنے کہا مجھوں حلال
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے
 سر کئے عاشق کئے غارت گرے
 ہے مری مشیداً و صیحت بار بار بعد مردن گونبھیں کچھ اختیار
 کو چھے حب بانار میں ہوا اپنا مزار سنگ تربت پر یہ لکھنا یادگار
 من نہ دیدم چوں تو ہر گز دلبرے
 سر کئے عاشق کئے غارت گرے

اُفْضَالٌ وَارث

المعروف به

تِمْعَاشْتَه
کِبِیْرَیْنَ

از

مرزا محمد ابراهیم پیغمبر صاحب شیلداری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کرے نہ کسی کی کسی سے آنکھ لڑے جہاں میں بنتے ہیں خوش و یہے وفاہین ٹوٹے
 کسی کا ڈر نہیں ان کو یہ دل کے بھی ہیں کروئے کسی مرثیف کو پالا نہ ان بتوں سے پڑے
 انہیں کافی چن ہے یہ بُلْتار ہو غم میں انس کا ہوتا ہے شیدِ اذیل عالم میں
 کبھی حسینوں سے ملتے نہیں ہیں اہل شعوراً خدا نے ہم کو مجھہ دی ہے ان سے رہتے ہیں در
 جودیندار ایں ان کا ہے قول یہ مشہور بتوں کے عرش میں ایمان کا خطیر ہے ضرور
 یہ کیسے بندے ہیں لفت کا دام جو مجھے میں خدا کو چھوڑ کے سجدہ بتوں کو کرتے ہیں
 ہے دیکھنے میں تو یہ غاشقی بہت آسان ک صورت اچھی نظر آئی ہو گئے نشہ بان
 مگر سمجھنا محبتوں کو حسیل اے نادان خدا کا قہر ہے یا ہے یہ درد بسید بان
 نہ چین ملتا ہے دن کو نشب کہوتے ہیں کلیجہ بچاڑ کے ماش مدام رو تے ہیں
 خدا بھائے کوئی ہونہ غشت کا بیمار یہ وہ مرض ہے کہ جانی ہے جان آخر کار
 کسی دوا سے نہ تسلیکن قلب ہو زنہار ہمیشہ مانگتا ہے رو کے شربت دیدار
 فرات یار میں جینا والی ہوتا ہے ہوا ہے وصلِ صنم میں وصال ہوتا ہے
 پر جو شوں کے ہنسیں دل میں کھڑا انصاف ہوان کو پیار کرے اس کو یہ جلتے ہیں عاف
 خدا سے ان کی شکایت کریں گے لامنھا فات لریا تم بھی ہے دیتے ہیں قصور معاف

کہیں گے تیر جفا و ستم کے مارے ہیں
بھی سلتے تھے قاتل بھی ہمارے ہیں

کسی غریب کا یہ عشق گر ہوا رہ سر خاک ہونا ہے کھاتا ہے ٹھوکریں دُرد دد
بیشہ پڑنا ہے وہ پا برہنہ نسل کے سر پچھا پُرانا رہستلے ہے گیروال پُسر
نماز ہفتا ہے اور اس کو نام دھرتا ہے
نقیر ہوتا ہے الْفَتَہ کا دم جو بعتا ہے

حین ہوتے ہیں منور اور عہدِ شکن ستم شعار دجفا کار دبے وفا پُرف
ہزاروں دل کے پامال ہے یہ ان کا ملن خدا سے بھی نہیں ڈرتے یہ جان کے دشمن
لہو سے ہاتھ یہ جلا دلال کرتے ہیں
لگھے ہزاروں کے نامن حلال کرتے ہیں

کسی کو ہو گیا اس عرش کا اگر آزار کہاں کا ہیں اُسے زندگی ہوئی دُشوار
کلچہ تمام کے رو تا ہے پھر وہ ناز و قطار کوئی بتائے یہ الْفَتَہ ہے یا خدا کی مار
بلما کا سمنا صدمہ عجیب ہوتا ہے
کہ زندگی میں جہنم نصیب ہوتا ہے

ہزاروں گھر اسی الْفَتَہ نے کر دیئے برباد میں ہیں عشق و محبت میں قیس اود فراد
نانے لاکھوں ہیں کوئی رکھے کہاں بکباد غرضک دمت کسی کے نہیں یہ حور نزاد
جلانے والے عدو صہر و تاب کے یہیں
جہاں میں گویا فرشتے ہذا کے ہیں

توں کو رسم محبت کا بھی نہیں ہے خیال جوان پچان دے کرتے ہیں یہ اسی کو حلال
یہ شاد ہوتے ہیں دیتے ہیں جب کسی کو طال غرور ہے کہ پایا ہے ہم نے حسن دجال
سرید کبر پر نخوت سے تن کے بیٹھے ہیں
یا اپنے غہبہ میں شداد بن کے بیٹھے ہیں

یہ دل رابی میں ہیں خوب و بڑے مَثَان غریب و مکروہ فاس میں ہیں شہرہ آنان
خاطبان کے ہیں خوزینہ دفاتر اُن عثاق

اماں اماں کی صدا آہری ہے ہرسوے
 حسین بڑھ گئے چنگیز خاں ہلا کو سے
 خدا بکارے یہ میثون ہیں وہ جادو گر؛ مقابلہ کوئی ان کا کرے ہے کس کا جگر
 ہلا کے دم میں یہ کر دیں پری کو حنا کستر نپائیں جن دبتر کو یہ اپنی اُنگلی پر
 طلسم عقل و خرد اک نظر سے تو زدیں یہ
 گدھا بننا کے ابھی سامری کو چھوڑ دیں یہ
 ہمیں حسینوں کی خالی فریب سے کوئی لگات امید کیسی ٹبری بے وفا ہے ان کی ذات
 پھنسا کے دام میں کرتے ہیں بیرنی سے یہ بات ہمیشہ زیج سہے عاشق یہ ایسی دیتے ہیں مات
 کیئے ہم راستے مدد دبھاگ جانے کے
 انھیں کا ذرہ ہے شاطر ہیں یہ زمانے کے
 بساط دھریں جیتے ہیں سب سے یہ بازی کھلے چھوٹ گئے چال بھی چلے ایسی
 بندھا ہے زنگ یہ ہے بات پانسہ پڑنے کی ہمیشہ آتے ہیں پو بارہ اُس پر ہٹ دھری
 گلوں کو توڑا ہے نردوں کی طرح مارا ہے
 انھیں کھلاڑیوں نے راجہ میں بڑا ہے
 ہوا انھیں کی محبت میں سیکڑوں کو مرا ن رہا ہے زیر و زبران کے ظلم سے آفان
 پرانے نہگیں ہی بہرہ زنی ہے ان کا مذان کہ دن کو لوٹتے ہیں گھر میں گھس کے یہ تزان
 نہ جان دمال فقط یہ حسین لیتے ہیں
 غصب خدا کا ہے ایمان تھیں لیتے ہیں
 انھیں کی چشم فوں ساز کے ہیں یہ اعجاز دکھائے اک نظر میں عجب کر شمہ دنا ز
 کوئی ہے شادز ہے لطف غمزہ و انداز پکڑ کے کوئی جگہ لوٹنے لگا جا نباز
 سر در بادہ الفت کسی کو ہونے لگا
 کوئی تو چپ ہوا جرت سے کوئی یوز لگا
 غرض حسینوں کو سمجھا تھا میں نے شبده باز یہ جانتا تھا کہ میثون ہیں بڑے ممتاز
 اسی نیال سے کرتا تھا میں بنوں سے نزاں کہ اُن کے حسن کا شعلہ کرے نہ دل کو گداز

کسی کا شیدفتہ ہونا کہیں ہیں نہ پڑے
 ک مثل شخص کے روا کہیں ہیں نہ پڑے
 یہی دعا ہی کسی کا نہ ہو کوئی پا بند کسی کے دل کو نہ پھونچے خدا کرے یہ گزند
 مگر یہ تھی قسمت لاک ہو گا دوچند ابھی ترے بھی گھے میں ہی پڑے گی کمند
 کسی کے عشق کا آزار تجہ کو ہنا ہے
 اسی بلا میں گرفتار تجہ کو ہنا ہے
 وہی ہو اک پھنسا دام میں دل غسلیں اکیلا بیٹھا تھا اک دن کہ دیکھا ایک حسین
 بھی سے ملنے کو آتا تو ہے بصر تملکیں مگر غور سے تیور چڑھے ہیں چیں بھیں
 عیاں ہے غیظ کی صورت پہنیں آتا ہے
 کیے ہے ضبط مگر تھر تھرا یا جاتا ہے
 قریب آیا تو میں نے مزاج پرسی کی کہا پناز کہ شکر حتر اے لم نزلی
 سبب جو آنے کا پوچھا کہ ما وجہ یہ تھی تھاری شہر میں تعریف جب یہ میں نے سنی
 عددے بان ہی ٹھہرا یا مہ جیجنوں کو
 کہ تم بھی کہنے لگے ہو برا حسینوں کو
 کہایہ میں نے کہے شک ہوا تھے یہ قصور بتول کو جان کا دشمن میں جاننا ہوں ضرور
 حسین ہوتے میں منکار دے دن امغور فریب دیتے ہیں عشاں کو یہ بانی زور
 بہار عارض گللوں دکھاتے پھرتے ہیں
 دُغا سے مبلل دل کو پھنساتے پھرتے ہیں
 کہا یہ اس بُت شیریں کلام نے ہنس کر ہی خیال تھمارا ہے مگر بہت بہتر
 نہ دیکھو عارض گللوں کو پنجی کرو نظر نہ نہ جانے پائے کہیں مرغ دل کے کتروپر
 رہو حواس میں با میں کرو لیات سے
 نہ اپنے مُسہ میاں مٹھو بن حافت سے
 سُون خدا کے لئے تھمتیں نہ ایسی لگاؤ حسین کون ہے مغور دے دنا یہ بتاؤ
 بمحکم کے بات کرو ہوش پکڑو مُسہ بناؤ بتول نے ما را کے بے اجل ہے قبر دکھاؤ

اسی سبب سے تو عالم بار سیدھے ہے
 غصب حند اکا سامان کا یقینت ہے
 کہاپ میں نے حیزوں نے کب دیا آرام جہاں یہ آگئے بگڑے بنے ہوئے سب ہم
 یہ عاشقی ہے کہ ذلت سے دیکھیں ہم کو عوام ڈھنڈو را شہر میں پٹ جائے نام او بدنام
 انھائیں رنج و تکلف ہوں گے جانے میں
 یہ آبرو ہے کہ انگلی اُٹھے زمانے میں
 یُک کے غیر ظاہر لولا وہ بانی بسیاد بتاؤ اپنے دھرم سے اگر ہے تم کو یاد
 نظر سے گندے تو ہوں گے ہزاروں حور نزاد تھاری آبرو کے مرتبہ ہوئی برداود
 ذرا نہیں تھیں غیرت یہ ہے جیائی ہے
 ذیل ہوتے ہو خود مذہ سے کیا صفائی ہے
 صریح جھوٹ ہے دیتے ہو یہ عنسلط الزام کیا ہے پر وہ نشیبوں کو تم نے خود بدنام
 کوئی بنائے بھلا حاشقوں کا ہے بھی کام کہ نام لیتے ہیں مشقوں کا یہ برسیر عام
 بنے ہیں دوست بھی دم عاشقی کا بھرتے ہیں
 یہ چان بوجھ کے بے حرمت بھی کرتے ہیں
 گھر میں خود سمجھتا ہوں ان کے دل کا نشور سڑی یہ بنتے ہیں اس داسٹے کہ ہوں شہر
 کچھ زمانہ میں عشق کے ہیں نشہ میں ہور ملا جیس نے کیا ان کے دل کو ہے رنجور
 کسی کی مٹ کئی عزت کسی کا کام ہوا
 تمیں بتاؤ کہ بدنام کس کا نام ہوا
 کہاپ میں نے کہ اب تک لحاظ تھا مجھو مناظرہ تمیں منتظر ہے تو بہتر ہو
 کہوں گا صاف نہ ہونا خنا پ تم سنو ذرا سی بات ہے پلے جواب اس کا دو
 جیس نام بھی فلق و دفا کا جلتے ہیں
 و خود غرض نہیں احوال کسی کا مانتے ہیں
 ہمارے عشق نے ان کو دیا ہے پا اعزاز کہ آج بزم جہاں میں میں غوب رو متاز
 ہمیں نے ان کو سکھائے ہیں ناز وہ انهاز

دف اشعار میں عادی فریب و نفع کہیں
 بکھو لہا ہے کہ فاضنی یہ جونپور کے ہیں
 یہ بلاطیش میں دہ شعلہ روکہ پکڑو ہوش زیاب سنہما لوگرو منہ کو بہت بس خاموش
 بڑے سترین ہو دیکھا تھا راجوش و خوش کمینہ بن ہے کرے گفتگو مری ہا پوش
 ذلیل ایسا سمجھنے لگے زمانے کو
 خدا نہ لجئے کونا خن دے سرکھانے کو
 یہ سکھے رہتا ہے پڑھنے کے بعد بھی جاہل کلا دنا ہیں کتنا بیس گھمے پہ لاحصل
 کہاں وہ باقیں کہاں یہ کلام ناتابل گرو گئے ٹھنڈے کبھی ہو گی دوہری منزل
 داہی مثل ہے کہ کوئا اٹھی سے پھول گیا
 چنان جو نہس کی چال اپنی چال بول گیا
 یہ دلوںی ہم نے حسینوں کو دی پہنچنے خان خدا کے دوسرا بنتے ہیں داہر سے ایمان
 بتوں کے ہیں بھی اتنا دبھی ترے نہستہ بابن نے ما کون بھلا بے سری یہ آن کی تا ان
 بھگاری شخی بھی جو ہر بھی تم دکھاتے ہو
 پہ کیسا راگ ہے بے وقت کا ہرگا تے ہو
 نُونو حسین ہیں آئی نسہ جسے ایں حُندا ادا و ناز تقاضہ ہے آن کی نظرت کا
 سکھا دلا کہ یہ انداز آنہ سیں سکمتا خلینت داہل مردوت بھی ایں یہ حد سے سوا
 زمانہ اوج پہ عالم بھی زیر فرمائ ہے
 اگر سلام بھی یہ لیں تو ان کا احسان ہے
 کہا یہ میں نے کہ اچھا خلینت بھی یہ ہی مگر حسینوں کو عادت ہے بے وفا فی کی
 کبھی کے دوست ہوئے ایں بھلا یہ ہر جانی کہ عافتوں کو ہمیشہ انہوں نے ایذا دی
 خبر نہیں کہ یہ بدے کہاں کے لیتے ہیں
 جھائیں کرتے ہیں نرفت کے رنگ دیتے ہیں
 وہی یہ کرتے ہیں جو جو رفیب کہتے ہیں
 پہنکلاتے ہیں ماشت کے اٹک بہتے ہیں

کی بھی یہ نہیں کرتے ستم شماری میں
اور ان کی عمر لگنٹی ہے اور دناری میں

پُس کے چین بھیں ہو کے بولا وہ سفاک قسم خدا کی حقیقت میں ہو ٹرے پاک
ذراء تو بغض و حسد سے کرد دل اپنا پاک اسے پہ کیسا ہے اندھیرہ دالی جانم پناک
مٹا کے تم نے حسینوں کی آبرہ و ہدوی
خدا کا خوت نہیں جھوٹ کی بھی مدد کر دی

سو حسین ہیں یکتاونا شماری میں لحاظ و مہر و مردت میں دفعداری میں
حوالہ ان کا نہیں دستی میں ، یاری میں انہیں کا نام ہے مشور جاں شماری میں
سنائے ہے قصہ شیخیں جو کام کر گئی وہ
دنایا یہ ہے کہ غلم کوہ کن میں مر گئی وہ

پ خود غرض ہیں یہ عاشق جہاں میں حضرت من کے اعتبار کے تابل نہیں میں یہ پر فن
نظر پڑا نہیں اچھا اکسی کا گرجون اسی کے ہو گئے عاشق ہی ہے ان کا ہلن
ذلیل و غوار بھی ہیں اور خراب طبیعت بھی
یہ بد معاش ہیں ان کی بُری بھجت بھی

کہا یہ میں نے کہ اچھا نہیں یہ ہر جانی پری و شوں کی طبیعت میں ہے خود آرائی
ذگل رخوں میں محبت کی تم نے بُپاںی کسی حسین کو نہ دیکھا کسی کا مشیدانی
ز در و هجر سے آٹھوں پھر یہ ملتے ہیں
ملائی عشق سے خالی حسین ہوتے ہیں

وہ بولا جھوٹ ہے بالکل غلط ہے یہ تقریب ازل سے کھائے ہوئے ہیں حسین عشق کا تیر
اثر انہیں کی محبت کا ہے یہ عالم گیر کہ دائم زلف میں ہوتے ہو تم بھی ان کے ہے
کہ پہلے شمع کو جلتے جو دیکھ لہتا ہے
وہی کشش ہے کہ پروانہ جان دیتا ہے

کہا یہ میں نے کہ سب کچھ ہی مگر و اللہ ہماری جان کا دشمن ہر کہ ہے غیرت ماہ
جنوں سے بات بھی کرنا میں جانتا ہوں گناہ وہ بولا تو پہ کرد جبلہ ہو گئے گماہ

یہ راز دار ہیں پر وہ نہ ان کا فناش کرو
 خدا ملے گھا بتوں میں اگر تلاش کرو
 کہا یہ پھر کہ حسینوں کے سب سے اوصاف گرم لاج نہیں اس کا دل ہے آنکھ للاف
 بُرائی بُرھتی ہے ہوتا ہے یہ جولات و گزات وہ بولا عقل نہیں ہے تمہیں قصور معاف
 دکھانی دے گمان یہ اونچ اُنگی فعت کا
 تمہاری آنکھوں پر پر وہ پڑا ہے غلطت کا
 کہا یہ میں نے کہ غور و نہیں ہیں کیا مکار وہ ہنس کے بولا جہاں میں حسیں ہیں خوش کہ دار
 کہا یہ میں نے کہ مشوق سب میں ظلم شعار وہ بولا دیتے ہیں دشمن کوبھی نہ یہ آزار
 کہا یہ پھر کہ بڑے پُر فتو رگ رو ہیں
 وہ بولا منظہ پر شاہ غفور رگ رو ہیں
 کہا کہ ہوتے ہیں سب خوب رو ستم ایجاد وہ بولا اُن کے برابر ہے کون نیک نہاد
 کہا یہ میں نے حسینوں نے گھر سیکے بر باد وہ بولا فانہ دل بھی اپھیں سے ہے آباد
 کہا یہ میں نے چڑان کے ظلم سچن ہے
 وہ بولا چپ ہونیا کی ان سے رونق ہے
 کہا یہ میں نے پری دش ہیں ظلم کے بانی وہ ہنس کے بولا تمہاری ہے یہ بھی نادانی
 کہا یہ پھر بخدا بُست ہیں دشمن جانی وہ بولا مہرو مردت میں ہیں یہ لاثانی
 کہا خبر نہیں عثاق کی یہ لیتے ہیں
 وہ بولا بات پر یہ اپنی جان دیتے ہیں
 کہا کہ اپنی غرض کے ہیں یار یہ خود کام وہ بولا دیکھنا اس کا مزا کرو بُدنام
 کہا کہ دشمن ایمان ہیں ۔ ہی گلعنام وہ بولا ان کے سببے ہے شوکت ہلام
 کہا بتوں نے بھرے گھر بہت اجاتے ہیں
 وہ بولا دین کے جھنڈے نہیں نکالتے ہیں
 کہا بتوں کو سُنگ تو بولا پاس نہ جاؤ کہا کہ قائلِ عالم ہیں بولا زخم دکھاؤ
 کہا جو وعدہ فراموش بولا منہ بزاو کہا کہ دشمن جاں ہیں تو بولا ہوش ہیں آؤ

کہا ستا یا ہے بولا نہیں ادا ہو گی
 کہا جلا یا کہا جھوٹ کی سزا ہو گی
 کہا سینوں کو بے دین تو بولا ہے یہ گناہ
 کہا بتوں کو جو کافر توبولا ہو گراہ
 کہا یہ دست کسی کے نہیں ہیں بولاداہ
 کہا خلیق نہیں بولا کہ کہر دالنا
 کہا کہ پاس نہیں آتے بولا ناز ہیں یہہ
 کہا فریبی ہیں بولا کہ پاک باز ہیں یہ

سُنی ہوا سبستِ خود میں سے بیس نے یہ تقریر
 کہا یہ دل نے کہے شکھیں ہیں ذمی تو فیر
 یقینی ان کی محبت میں ناگہہ ہے کثیر
 بڑھے اب ان سے ملاقات وہ کرو تدبیر
 پھنسا ددام میں منت سے آہ وزاری
 بتوں کو رام کر دا بی و شیاری سے

یہجے ہے دل ہے دہی دل ہی جو صدمہ دغم
 پری وشوں کے اٹھائے خوشی سے ظلم و حرم
 خیال بھی نہ کرے ہو مال و رنج دالم
 خین لا کہ ستا یہس ہے نہ پیچھے قدم
 ڈرے نہ جور و جھا سے نہ یوفانی سے
 دلیر وہ ہے نہ منہ موڑے آشانی سے

ہی ہے تم کو سزاوار کیوں بنو کا ہیں کہ فیضِ عشق و محبت بھی کچھ کرو مہمل
 اسی حسین کے حوالے کرو یہ اپنا دل بناؤ تم اسے معشوں ہے اسی قابل
 ادا بھی ناز بھی شو خی بھی ہے مثارت بھی
 خدا کی شان صباحت بھی ہے لاحت بھی

ارادہ کر لیا جب یہ تو پھر کہا اک بار کہ تم حسینوں کے اوصافات کر چکے اطمہا
 تمہارے دل کی خوشی ہے اگر یہی اے یار تو خیرا پنا بنا تا ہوں تم کو میں دلدار
 تمہارے کہنے سے کہتا ہوں دل چل ضرہ
 ملاحظہ ہے تمہارا تمہاری خاطر ہے

یعنی کے بوٹ گیا وہ ہنسی سے مہر لقا کہا نظر یافت ہو دال اللہ کس دتر شیدا
 تمہارا عشق نزا لا ہے واہ کیا کہنا کہنے سے ہوا جبلہ ولوں کیسا

نہ انتظارِ ہمیں تو کیا نہ برسوں بھی
ابھی تھیں لیکن تم نے جانی رسول بھی
کہا پس میں نہیں کرتا ہوں دلکی آدم یقین لاو کہ حق ہے تمہارے سر کی قسم
دکھاؤں کس طرح دل کا ہے اور ہی عالم اب اختیار ہے جو چاہے کرو ظلم دست
عجیب طرح کی ابھیں ہے بیقراری ہے
تمہارے ہاتھ میں اب نہیں ہماری ہے

ہوا ہوں جب سے حسینوں کے ظلم سے آگاہ ی خوف تھا کہ نہ دیکھا کسی کو بھر کے نگاہ
توں کے نام سے ڈرتا رہا سدا و اللہ مگر ملی شمع گھر میں بیٹھ کے بھی پناہ
کیا اسپر پہ مکرو فریب وز در بھجے
کہ تم نے لوٹ یا اے بے قصور مجھے

خبر نہ تھی کہ تم آئے ہو بھر ظلم و بغا نشانہ مخلوقوں ناؤ گے تیسرا گفت کا
کے لگا خبر ابرو سے آج میسر اگلا کرے گی قتل مجھے بے قصور تنخدا
اب آرزو ہے تو یہ ہے وفاد کھادیا
شہید ناز ہوں تربت مری بنا دیا

ئے جو اس نے مرے یہ کلام حسرت دیاں وہ سُخ بُل گیا چہرہ ہوا کجھ اس کا داس
لکھا دا سے لگائی ہے تم نے کیا بکواس وہ ذکر تھیرا کہ آئے لگجھ مجھے دوسرا
نکالا تم نے وہ قصہ کہ دم اُلٹنے لگا
کہاں مذاق تھا اس میں گلابی کئٹنے لگا

مجھے کچھ اس میں نہیں عذر خیر یہ بھی ہی بنے ہو گرے عاشق بنو تمہاری نوشی
مگر سمجھ لو ذرا پہلے بات سُسن لومری نہ چین پاؤ گے دم بھری ہو گی بتا بی
نہ نیند آئے کی تڑپو گے انتظاری ہیں
کئے گی عمر غم در شخ و آہ دناری ہیں

ذکام آئے گی تیسرا نعمتیں آئائی
مئے گا نام بھی دنیا میں ہو گی رسوائی

تمہاری بات خرد مند پھرنے مانس گے
 یہ حال ہونا ہے دیوانہ تم کو جانیں گے
 پس کے ہو گئی چیرت کہا ہے حسرت دیاں کیسی عقل تمہاری ہے اور کیسا قرار
 ابھی حسینوں کا تم نے بیاں کیا ہے سپاس ابھی بُرا نی لگی ہونے آنکی بے وقار
 ابھی یہ دھوم تھی تذمیل ابھی سے کرنے لگے
 کہ اپنے منہ سے بخت کو نام دھرنے لگے
 ابھی کہا تھا مجت بیں فائدہ ہے کثیر ملے گا عشق بتاں میں تمہیں خداۓ نہ
 نہیں ستاتے ہیں خوش روکسی کو بے تقسیر کہ انکا مہرو دفاتر میں نہیں ہے مثل و نما
 کہاں وہ شان بُرانی کہاں یہ افت کی
 نوید پہنے سُنا دی غم و مصیبت کی
 یہ بولا ہنس کے وہ خوش روکیں ہے تم کو شعور تمہاری عقل میں ہے نقص اور سمجھیں ز
 مرے بیان میں نہیں ہے کسی طرح کا فصور ہے شرط غور کہ چیزیں مسلمہ ہیں
 یہیں بھٹکتے ہیں عاشق یہ ایسی منزل ہو
 زکات ہیں یہ سمجھنا انہیں کا مشکل ہے
 جو دو بیاں ہیں تو دونوں کی اب سُنْتَفَضِیل مجت بیک وہ ہے ہل جسکی ہے نکی
 بننے ہو جس طرح عاشق مرے سمجھ کے تجیل یہی وہ عشق ہے کرتا ہے جو تباہ ذریعہ
 اتنی مذاق کے عاشق نہ کام بیاں ہوئے
 ہمیشہ ٹھوکریں کھلتے رہے خراب ہوئے
 مٹانی مفت میں عزت بھی اور ہر لئے بُنَّتَام رہنے نیس بداعمال کے مطیع و فرم
 سو اگڑنے کے آن سے بنانہ ایک بھی کام مثل یہ سچ ہے کہ بد کام کا ہے بُنَّا
 یہ بالہوس ہیں جو مرتے ہیں عیش راحت پر
 انہیں حیا نہیں پہنچا رائی سی چاہت پر
 اسی کو جانتے ہیں عاشقی یہ بد اوقایات
 جوں کا عشق سمجھتے ہیں یہ مدارنجات

لے جو کفیل حیں تلخ پ سمجھتے ہیں
توں کے دل کو میران یہ سمجھتے ہیں
وہ اپنے بھی پائیں گے عاشقوں کی نگرہ
کہ نامِ بھرے ہوتا ہے ان کا چہرہ نہ
رین گے کیا یہ محبت کسی سے دل کے ہی نہ
اٹھا سکیں گے بھسلا با روشن یہ نامہ رہ
قدم سبھوں کے دم امتحانُ الکھرتے ہیں
مئے جو عشق بس جہنڈے انہیں کے گزتے ہیں

عشق جس کا ہے دا ج حستِ این عالم
مشربیت جس کی بدولت ہوئے جنی آدم
یاں نہ سکے جس کا شکرہ دادخ دخشم
لاتا حق سے ہے بندے کو یہ خدا کی قسم
ذائق دوسرا یہ دوسری محبت ہے
یہی ہے عشقِ حقیقی اسی کی عزت ہے

عشق وہ ہے کہ رکھتا ہنسیں ہے جو محروم
کھال کار بخ رالم اُن کا دل ہو کیوں غرم
دغیرہ ستر کا اُہیں بھی رجب ہوا معلوم
اُھا حجا ب کھلا رازِ نہسم و منظوم
نہ پھر خبیال کی کانہ ہوش رہتا ہے
ہمیشہ بادہ وحدت کا ہوش رہتا ہے

تباہی میں نے کہ اس کا ہے خود مجھے انزار
ملائے عشقِ حقیقی سے عاشقوں کو وقار
نہ رکھاتے ہو تم اس میں گفتگو بیکار
جواب اس کا دواب ہے آسی پہ دار و مدد
کرو لمحاظ نہ ایمان کے خلاف کھو
تمھیں پ فیصلہ اس کا ہے صاف صاف کھو

جو بمری محبت کو تم نے خوار و زبوں
مگر خدا کے لئے تم سے پوچھتا یہ ہوں
ماں عشق ہوا جن کے تن پہ ہے موز دل
کسی حیں پہ کیا وہ ہنسیں ہوئے مفتون
توں کا عشق وہ شاید خراب سمجھے ہیں
پری و شوں کی عداوتِ ثواب سمجھیں

دھنک کے سریہ بصد ناز بولا وہ مغور
خدا کرے کہ یہ شک بھی تھا رے دل کے ہو دندہ
و تھا رہ تھیں خاصاں حق کا ہے منظور
تھا را عشق اگر نامہ ہے تو ان کا نور

اسیہرِ دام ہوں تم شہید نماز ہیں یہ
کہ تم حریص ہو دنیا کے پاکباز ہیں یہ

تھاری دوسری خواہش ہے ان کا دخیال یہ جان نثار ہیں خاصاں حتیٰ نہ ہے اقبال
غنی ہیں دولتِ دیدار سے ہیں مالا مال یہ محبیتوں سے ملتے نہیں ہیں بہرہ مال

تجھس کچھ اور طلب یہ آمل دیکھتے ہیں
کسی حسین کا بتوں میں جمال دیکھتے ہیں

بتول کے عشق میں تم کو زیال ہے ان کو سود چہاں ان کا تھاری طرح نہیں مدد
ہمیشہ پڑھتے ہیں یہ حسن مہ و شاہ یہ زُرد
نظر حبیتوں میں آتا ہے حبلہ مبرور
بتوں پہ جان نہیں حتیٰ پرستیتے ہیں
وہ اپنے شاہزادی کو دیکھ لیتے ہیں

کہا یہ سُن کے مجھے بھی یہی طریقہ سکھا ڈا ہیں نورِ خدا دیکھوں کس طرح سمجھا
پھنسا ہوں ذام میں دنیا کے دیند اربناو کہ میرے خضر بُورا سنتہ یہ محبکرنا ڈا
ستا ڈمجکو زیادہ نہ دو قلن مجکو
پڑھانا ہو گا اب اُستاد یہ سبق مجکو

یہ سُن کے رکھ لے کافوں پہ لاتھ گھبرا کر ہوا وہ بھر تھیس میں غرق اوڑھا
کہا خدا کی قسم یہ نہیں ہے بلکہ خبر بتول میں دیکھتے ہیں کس طرح خدا کو بشر
یہ جانتا ہوں کہ آسان نہیں یہ منزل ہے
فُنا ہے میں نے کہ عرفان خدا کا مشکل ہے

دیا جو اس مہ خوبی نے ایسا خشک جواب تو اشک آنکھوں میں بہرائے دل ہوا بیتاب
کہا خدا کی قسم زیست میری اب ہے خراب ہذاب جائے کہیں مجکوموت آئے شتاب
یہ آرزو ابھی کیا کیا نہیں دکھائے گی
مُرا یہ شوق ہوا اس میں جان جائے گی

خدا کو مان کے مجھ پر کرم کرو اللہ یہی بتاؤ کہاں جاؤں پوچھنے یہ را
دمانِ خالی ہے ایسا ہے یا کلی ذی جاہ کہ محکوم رازِ محبت سے وہ کرے الگ

سناؤں دل کی حقیقت کے ہی کہدا
 بناؤں خضر طریقت کے ہی کہدا
 یہ سن کے بولا بصد لطف و مہروہ خوبیں بنائے دیتا ہوں یہ بھی تمہیں نہ ہو غلیں
 دکھائے زور سے اپنے جو تم کو راہ یقین سمائے حضرت فراز رث جہاں میں کوئی نہیں
 جس کو دیکھ لیں عارف نبایں اکدم میں
 انہیں کے فیض کا دربار وال ہے عالم میں
 ہی ہیں خضر زماں رشک عیسیٰ دُوراں نہیں ہیں منبع انعام و متلزم اسماں
 ہی ہیں ناصر دیں اور حسامی ایماں انہیں کے فضل سے ہونی ہیں شکیں ساں
 انہیں کے انخوں بہا سیکر دوں سیر ہوئے
 بخات ہو گئی جس کے پر دستگیر ہوئے
 ہی ہیں سرورِ عشاں و رہبرِ عالم انہیں کے زبر جامیت ہیں کل بندی آدم
 بلند آج انہیں سما جہاں میں ہے پر حرم انہیں کا بجا ہے ڈنکا ز ہے وقار و حشم
 انہیں کی تابع فرماں تمام خلقت ہے
 انہیں کی ملکہ نبیت عشق میں حکمرست ہے
 صراطِ صبر و رضا پر ہی ہیں مستحکم ہی ہیں زینت بزم جہاں حندائی قسم
 جوابی دل ہیں نہیں حچوڑتے وہ ان کتم انہیں کا نام ہیں جیتنے انہیں کا مجذب ہیں دم
 انہیں کے عشق کا ان سے سوال کرنے ہیں
 انہیں کا ذکر انہیں کا خیال کرنے ہیں
 ہی ہیں مہرِ حقیقت انہیں کی ذات سے ہے کائنات کی زینت
 انہیں کو دیکھ کے کھلتی ہے عیم پر غلط خدا نما ہے خدا کی قسم ہری صورت
 انہیں کو دیکھ کے ماشی کی عید ہوتی ہے
 کہ اس کو شاہزاد مطلق کی دید ہوتی ہے
 انہیں پر کرتے ہیں فربان اپنا دل عشاں انہیں کے حسن پر دیتے ہیں جان اہل مانا
 انہیں پر شیفتہ ہیں اہل شام و اہل عراق انہیں کے اہل نظر بھی سدار ہے مشتاق

غلام سیکڑوں ہیں ان کے غیرت فخور ہوئے ہیں ملن میں حاجت روا یہی شہور
جو ان کے در پر گیا آیا بامزاد ضرور عجب نہیں کہ بنائیں تمہیں بھی نالے نور
کسی کا ہوش رہے گا نہ پھر وہاں حاکر
بسانِ حضرت موسیٰ گرد گئے غش کھاکر

غز غلکہ رہبر کاں کا تم نے سُن لیا نام مٹے شکوک بھی بارے تمہارے دل کے تام
اب اختیار ہے تم جانو اور تمہارا کام تمام ہو گیا بک بک ہیں دن قریبے کے شام
کبھی تو آناً ادھر بھی یہ بار دھرتا ہوں
بہت ستا چکا قسیم عرض کرتا ہوں

اکیٹ لا چھوڑ کے جس کو گیا جودہ گلو یہ دیکھا ہیں نے کہ قابو سے دل ہے بغلہ
جلگریں درد ہے بہتے ہیں خود بخود آنسو بدن بے گرم نہیں چین ہے کسی پلہ
اداسی چھاگی سامان عیش گرد ہوئے
تشنج ایسا ہوا ہاتھ پاؤں سرو ہوئے

ہجوم درد دالم میں گھر اول رنجور سدھا کے ہوش بھی اور عقل بھی ہوئی کافور
ڈاس اڑ گئے عفت اکی طرح کو سوں در سبھوں نے چھوڑ دیا ساتھ ہو گیا نجور
یہ بکیسی لحتی کہ یاد رہ تھا ایسیں نہ تھا
سوائے حسرت و حریاں کرنی جلیس تھا

کبھی خیال ہوا خود کشی کرو مر جاؤ کوئی میں گر پڑو منہ بھی کسی کو اٹ دکھاؤ
جنوں کا تھا یہ اشارہ کسبے آنکھ چڑاؤ چلو یہاں سے بیا بیاں میں گھر میں آگ لگاؤ
یہ ننگ دنام کا جھنڈا ہے اسکو پاک کرو
باس قیس گریاں کو چاک چاک کرو

مگر ہے دل نے کہا یہ نہیں ہے شکل مفر تمہارے داسٹے نہ سیر ہے یہی بھر
ایہی چلو شہ وارث کے آستانہ پر کر دیہ عرض بصد عجز اے جہاں پھر
یہی ہوں ہے نہ در در چھرا و شیدا اکو
کہ اپنا والہ و شیدا بنا و شیدا اکو
۔۔۔ (فتم شد) ۔۔۔

فِي حُصْنِ دَارِشَةٍ

المعرفة به

آمِينَةُ عَشْقٍ

أَذْ

هر زا جهاد براهم بگیا صاحبته او اونش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت عاشت نے کیا کیا ستم ایجاد کیئے دل ہزار دل ہفت ناوک بیداد کیئے
 بے گناہ نیتل بہت عاشت ناشاد کیئے بستیاں پھونک دیں گھر سیکڑوں بر باد کیئے
 سامری گروہے وہ شعبدے یاد اکڑیں
 آگ پانی میں لگا دیں یہ وہ جاد اکڑیں
 دشمن عقل سمجھتے ہیں انہیں ذی ادراک شک نہیں اس میں یہ حضرت ہیں بلکہ چالاک
 نام ان کے ہیں جفا جو ستم آرا سفاک قتل میں عاشت بے جرم کے انکو نہیں باک
 کھال کھنچی کبھی گہہ جان کسی کی لی ہے
 کبھی سر کا نارسی کا کبھی سولی دی ہے
 بجدا میں یہی حضرت متکبر طناز بانی جور د جھا کا رسٹمگر د مبارز
 بے دفنا نگدل و حیله گرو شعبدہ باز پرڈ غاظت الم و فارنگر د فتنہ پرداز
 دشمن جاں بھی ہیں چلاک بھی طواری ہیں
 بے مردت بھی ایں ترسٹ بھی ل آزار بھی ہیں
 دل عافن کوہی رکھتے ہیں غلکین داؤ اس بدے خلعت کے اُسے گیر وادیتے ہیں دل اس
 اپنے جینے سے وہ ہو جائے نیکو نکر بے آس گھیرے رہتے ہیں اُسے منج والم حست یا اس
 نیند آتی ہیں رو رو کے سحر کرتا ہے
 زندگی اپنی مصیبت سے بس کرتا ہے

انقلاب آیا جہاں آگیا حضرت کا قدم
ایسی وجہ ایسی ہے دم بھریں وہ صحبت برہم
دوسرا تو دوسرت دکھائی نہیں دیتے ہدم
عقلوں کو بھی دبوانہ بنادیتے ہیں
آشناوں کو یہ بیگانہ بنادیتے ہیں
نہ سُنی قیس کی فریاد انہیں حضرت نے
کی تھی منصور پہ بسیدا انہیں حضرت نے
ما فخر ہاد کونا شاد انہیں حضرت نے
عاشقوں کو کیا بر بادا انہیں حضرت نے
مُسکراتے ہیں یہ عشق اگر روتے ہیں

بھی حضرت ہیں جخا پیشہ وظالم مغزور
ڈشمن حنلی خدا ان کا اقب ہے مشہور
دل و دیں نفت میں لینا ہے انہیں کا دستور
دیکھ سکتے ہیں دم بھر یہ کسی کو مسدر
عیش و آرام سے محروم سدار کھتے ہیں
خوش مزاجوں کو یہ مخوم سدار کھتے ہیں

چین دم بھر ملے عاشق کو نہیں یہ سوئر
عمر بھر رہتا ہے غلین و پریشاں رنجور
ام کو آرام کہاں دل میں ہو جس کے ناسور
وہ کرے عشق جسے جان ہو دینا منظور
صدہ ایادل عاشق پہ گذر جاتلے
بے اجل اپنا گلا کاٹ کے مر جاتا ہے

الغرض محب کو تھی اس کوچہ الفت سے خبر
حضرت عشق کے آئینہ تھے مجھ پر جو ہر
وصفت جوان کے زبان زدیں مُسٹے تھے اکثر
پر یہ قصہ ہے جُد اس ب سے جو گزر ابھ پر
عقل جیراں ہوئی اک شعبدہ ایسا دیکھا
سُینے کرتا ہوں جو آنکھوں سے تاشا دیکھا

بیٹھے بیٹھے ہوئی اک دن مجھے ایسی ابھن
موسمِ گل ہے ذرا پھولوں کا دیکھو جو بن
جو بکھدار ہیں وہ دل یوں ہی بھلاتے ہیں
سیر کرتے ہیں گلستان کی ہوا کھاتے ہیں

یہ خال آتے ہی پھر گھر میں کہاں ملکو قرار پاس ک باغ تھا دیکھی یہ دہانہ کے بہار
رُس طاؤس کہیں ہے کہیں کوئی کپکار شاخِ گل پر کہیں بلبُل ہے چمکتی ہر بار
وَبَدِیں کبک ری کانیا انداز کہیں چھپے کرتے ہیں مُر غان خوش آواز کہیں

ہر بھر پر تھا وہ جو بن کہ زہے شان خدا جن کے پتوں کی نزاکت تھی مغلوں سے بھی طا
ریگ ہر پول کا نایاب تھا بُصل علیہ گھوں تو گل غار بھی بلبُل کی زبان تھا نگویا
کلیاں ٹیکیں تو یہ حیرت مجھے ہو جاتی تھی
جلتِ نگ بجتا ہے جیسے یہ مدد آتی تھی
فہل گل آئی تھی پھولوں سے بھرا تھا وہ جن تختہ لالہ کا کہیں تھا کہیں نسرین و من
کہیں داؤ دی کسی جا پہ کھلی تھی سوئن اک اوداہٹ پنقطہ کے تھے لاکھوں جو بن
یوں تو گھلوڑوں میں سمجھی ناز و نزاکت والے
پر غصہ ہاتے ہیں یہ سانویں رنگت والے

تھی کہیں تختہ نرگس پر قیامت کی بیمار پائے صحت یہ فنا دیکھے جو کوئی بیمار
یہ جو عالم نظر رأیا نہ رہا دل کو قرار آہ کی میں نے کلیجہ میں اٹھا درد اک بار
چوٹ کھائے ہوئے دل پر جو یہ آفت آئی
میں جگر تھام کے سمجھا کہ قیامت آئی

دیکھ کر سنبھل پُر بیج کو سوادا یہ ہوا آگئی یاد کسی گل کی مجھے زلفِ درتا
دید گل سے مجھے دشت ہوئی گھر لئے لگا دل کو بلبُل کی طرح ضبط کا یارانہ رہا
زخم دیرانہ یہ تازہ لگانشتر ایسا
اشک بہننے لئے تڑ پا دل مضطرا ایسا

دیرک میں لمب جو رو یا کیا زار و نزار آکے سمجھا تا دہان کون تھا اپن انخوار
دل کو خداوس طرح بہلانے لگا آخر کار عاشقانہ پڑھے اشعار پڑھانے دو چار
سر بسر جن کے مظاہن میں بستے تھے
تذکرے گز رے ہوئے عشق و محبت کے تھے

تھا یہ ہر بیت کا مطلب کہ محنت نہ کرو
 لگنی خوشی کی عاقاب میں ایمان نہ دو بخدا عشق بتاں کفر ہے خالق سے ذردو
 یہ سیناں بہاں کام نہیں آتے ہیں
 دل و دمیں لیتے ایں اوصاف لکھاتے ہیں
 اسی عرصہ میں یہ ناگاہ سُنی ہیں نے صدماً جیسے کہتا ہے کوئی مرد خدا اللہ
 کی بحیرت سے ہر اک سمت نظر کیا دیکھا اک عوال ہے جو توکل کا لگائے تکیں
 شیر کی کفل بچلے دو بشر بیٹھا ہے
 پاؤں پھیلائے ہوئے زیر شجر بیٹھا ہے
 اُس کے پھرے سے عیان تھا کہ یہ بیکسے ہوئی مالِ دنیا نہیں گوپاں پہے دل کا غنی!
 یہ نے یہ شان خیروں کی نہ سمجھی تھی کبھی لئے ہی آنکھ ہوا رعب سا مجھ پر طاری
 اپنی بے اکیوں پر خود مجھے افسوس ہوا
 پہلے تسلیم کی پھر دڑک کے پا بوس ہوا
 پھیر کر باختر میرے سر پر دہ فرمائے لئے خوش رہو بابا خدا چین دے آباد رکے
 یہ نے دیکھا تھا کہ تم سیر ہیاں کتے تھے یہ بتاؤ ابھی اشعار پڑھے تھے کیے
 حضرت عشق کی تم نے جو نہست کی تھی
 کیا خطاؤں سے ہوں یہوں یکاٹت کی تھی
 غر غل کی یہ نے کہ بیک یہ ہوا مجھے قصور حضرت عشق کو اچھا نہیں سمجھا میں حضور
 کیوں کہ انسانے تو حضرت کے ہیں لاکھوں شہید دل سے بر بادی عشاق ہے ان کو منظور
 قیس بیچارے کو یہ بے سر و سامان کیا
 در بدر ما را چرا ایسا پریشان کیا
 کوہ کن کو انہیں حضرت نے بنایا مزدور ایسے عدمے دیئے آخر نہ سچا وہ رنجور
 قسم حضرت یعقوب ہے کیسا شہور بھرلوسف میں رہئے ہوئیں انہیں بے نور
 بے سبب شاہوں کو محاج بنایا اس نے
 آپ ہی کہئے زندگا کو سنا یا اس نے

قتل منصور ہوا عن پکبے جرم دگناہ کیا نہیں گزری ہے سرمدہ اذیت جانکاہ
شمس تبریز کو برباد کیا خاطر خواہ لاکھوں عشاں یونہیں مر مٹے انا اللہ

صبر کرتے رہے دم عشق کا بھرنے والے
تھے بڑے مرد خدا بخشے وہ مرینیوالے

سُن کے فرمایا کہ یعنی کہہتا تم نے ببا عمر بھر سما منا ان سب کو مصیبت کارہا
جان بھی دے دی مگر یہ تو کہو بہر خدا حضرت عشق کا شکوہ بھی کسی نے ہے کیا
کسی عاشق نے بیاں اپنی مصیبت کی ہے
حضرت عشق کی بھولے سے شکایت کی ہے

عزم کی میں نے بجا آپ نے یہ غب کیا
بے قصور ان کو یونہیں کہدوں یہ کیدکر ہو گا
آپ کا کہنا سر آنکھوں پہ ہے میکن دا تا اعتراف اس پر ہے غم آن کو ہوا ہانہ ہوا
گوشکایت نہیں کی یہ ہی سہی جبر کیا
دل پر صدمے تو ہے اُف جونہ کی صبر کیا

سُن کے پہلے ہوا خاموش وہ عالی درجات پھر یہ فرمایا تمہاری ہے جہالت کی بات
کیا اسی دھن میں ہو رہتے متفرگ دن رات مفت میں کھوتے ہو کس داسٹے اپنی اوقافت
عقل بالکل نہیں سمجھا تھا میں سمجھیدہ ہو

کھوں کے کان سُنو قیس کا پہلے ذکور کچھ دنوں رنج رہا اُنفت لیے لے ایں ضرور
حضرت عشق نے آحسنہ کیا ایسا مسرور نظر آنے لگا معشوقِ حقیقی کا ظہور
فندک عقبے اگی نہ باقی رہا غم دنیا کا
اُس نے دعوی کیا خوش ہو کے آنا لیلی کا

اُب تمہیں کہدو یہ ایمان سے اپنے اس نام حضرت عشق کی مجنوں پر یہ شفقت ہوئی کم
اپنا معشوق وہ خود ہو گیا اللہ رے کرم کیا سے کیا کرو یا رنجیدہ ہوا یا خرم
حضرت عشق کی مگر یہ نہ عذایت ہوتی
رشک عشاں نہ ہوتا نہ پُشت ہوتی

بی کیا حالتِ فرہاد پر تم نے کچھ غور
تیشہ خود مارا تھا یا اس پر کسی نے کیا نہ
وہ سرا فراز ہوا تم اُسے سمجھے کچھ اور
تبرکاتے ہی سے کھل جاتی ہیں آنکھیں نہ لڑا
مرد ہے جان کو اس تماہ میں جو کھوتا ہے
وصلِ مشوقِ حقیقی سے یونہیں ہوتا ہے

دی جو یہ حضرتِ یعقوب کی تم نے تسلیم
آؤ ہا قصہ کہا بھجھ سے سنو پری تفصیل
ناگواراں کو تھی گرفتار قتال نہیں تسلیم
حضرتِ عشق کی اُن پری یہ خایاں ہوئی
آنکھیں روشن ہوئیں یوسفؑ کے ملاقات ہیں

سُن پکے ہو گے یہ منصور کا قصہ نہ اکثر
رُنج و غم کیسا انالحق کی مردالحقی لب پر
دار پر کھینچ پا اگر پہلے لگائے بھر
شوقِ مشون سے ملنے کا ضرور اس کو تھا
ہوش کیا ہوئے وحدت کا سرور اس کو تھا

کہاں نے فقط انسان کو نہیں صدے دیے
جاوز بک نہیں حضرت کے ہیں پہنچے میں ہنپتے
قری چلا یا کرے کب ہیں یا اس کی سُستے
کون دکھ دیتا ہے دُشمن ہیں بھی لمبُل کے
ایسی حالت پر جو شمن بھی ہیں وہ روتے ہیں
اُگ پر کب دری لوٹے یہ خوش ہوتے ہیں

شاہ صاحب نے کہا بند کرو اپنی زبان تم سے بڑھ کر کوئی دُنیا میں نہ ہو گانا داں
چھپے کرتی ہے لمبُل ہے مستر کا نشان یہ زبردستی ہے تم کہتے ہو اس کو نالاں
تم نے قری کی جو پر ورد صدائیں لی ہے
شکروہ کرنی ہے تم کہتے ہو یہ روتی ہے

پھر کہا میر نے کہ ایمان سے کہیے تو ذرا رُذاغ یہ کس نے ہے لالے کے جگر میں ڈالا
کس لئے نرگس بیمار کو خیس راں رکھا بھی جھوٹوں بھی یہ پوچھا کہ ہوا کیا اقتضا
بھی لازم ہے کہ مافحت کے مددگار ہوں
بنج کھا اکرے سُسبل یہ خبر دا نہیں

شاہ جی بولے کہ نرگس کو نہیں کچھ آزار
شوق میں دیکھ رہی ہے کیسی محل کا زکھار
داغ لائے کے جبکہ نہیں بابا بیکار سچ تو یہ ہے کہ انہیں سے ہے گلستان کی بہار

مرتبہ لائے اس داغ سے ایسا پایا
شکل موٹی ہے یہ گویا یہ بیضنا پایا

غرض کی یہ تو نہ ماذن گھا میں حاشا اللہ حضرت عرش نے واللہ کیا سب کو تباہ
غم بھر چین نہ پائے یہ بتاتے ہیں وہ راہ شاہ صاحب نے کہا کیسے ہو کج فہم تم آہ
حضرت عرش نہ ہوتے تو یہ عزت ملتی -

نہ حُند ایلتنا نہ انسان کو مشرافت ملتی

پھر کہا میں نے یہ حضرت ایں بلا کے چالاک بولے تم دور رہوان سے کہ ہر ذی ادراک
عرض کی میں نے بھی کرتے ہیں انسان کو ٹاک بولے بے عشق نہ جائے گا کوئی کہا تہ خاک
میں نے دعویٰ کیا دشمن بنی آدم کے یہ میں
ہنس کے فرمایا بد گار دو عالم کے یہ میں

غرض کی کرتے ہیں عاشق کو یہی خاک بستر شاہ جی بولے یہ تہمت ہے سراسر ان پر
پھر کہا میں نے چھپتے ہیں یہ دل میں نشتر شاہ جی بولے شفادیتے ہیں مرہم بن کر
جل کے میں نے یہ کہا جان یہی لیتے ہیں
بولے معشووقِ حقیقی سے ملا دیتے ہیں

کہا میں نے کہ یہ دمبار نہیں بولے نہیں بے دنا اور دغا باز نہیں بولے نہیں
یہ جفا کار و ستم ساز نہیں بولے نہیں بے دنا اور دغا باز نہیں بولے نہیں
کہا میں نے یہ جلاتے ہیں کہا یہ بھی غلط
کہا دیوانہ بناتے ہیں کہا یہ بھی غلط

کہا خونزیر ہیں فسر ما یا کہ غنوار ہیں یہ بے مرقد جو کہا بولے وفا دار ہیں یہ
جنگو ہیں تو کہا سب کے مد گار ہیں یہ کہا منور تو کہنے لگے دلدار ہیں یہ
کہا ناطق المیں تو فرمایا کہ مادل یہیں
کہا دشمن تو کہا یاری کے قابل یہیں

جل کے میں نے کہا ہرگیوں ہیں یہ عاشق رنجور شاہ جی نے کہا با بانہیں تم کو ہے شور
عاشقوں کا ہے زمانے سے نرالا دستور یاد دلداریں رہتے ہیں وہ ہر دم صرد
کچھ مزا عشق حقیقی میں ہے ایسا با با
شادرہتے ہیں سدا عاشق مولا با با

منظر یہ کہ نہ کرنا کبھی اب ایسے کلام حضرت عشق کو بے کار کرو گے بذنام
یہ نہ سمجھو کہ مصیبت میں ہیں عشاں تمام کوچھ عشق ہیں ایدا بھی ہے ان کو آرام
کس خوشی سے یہ غم و رنج والم سہتے ہیں
سرنگوں بر سر تلیم و رضارتے ہیں

شاہ صاحب کی زبان سے جو یہ تقریر سنسی پُرمگانی جو مجھے عشق سے تھی وہ نہ رہی
پھر ادب سے یہ کہا میں نے کہ تکلیف تو دی ایک شک اور ہے سُن یا مجھے مجھے وہ بھی
ایسے عشاں بھی دیکھے ہیں جو گھبراتے ہیں
ماشقی کر کے پیشان ہیں پختاتے ہیں

سب کو رو در کے ناتے ہیں یا اپنا احوال مہ جیناں جہاں نے کہا ہم کو پا مال
جانتے پہلے سے گرفت خواب کا مال عاشقی کیسی کبھی دل میں نہ لاتے یہ خیال
کس کے آگے کہیں پُر درد کہانی اہنی
کچھ نہ چل پایا مٹا بیٹھے جوانی اپنی

ہنس کے فرمایا کہے دیتا ہوں یہ گوش گزار تم سمجھنا کبھی ایسوں کو نہ عاشق زنہار
عشق سے پیٹ کے بندوں کو بھلا کیا سُر کار مستقل کوچھ الفت میں ہے رہنا دشوار
نرم اس کی نہیں بات ہوئے نہ کھوئی اپنی
والہوں چھوٹ کے بھاگے ہیں لنگوئی اپنی

یہ منزل ہے کہ کل ہے جہاں رکھنا قدم سر بکفت رہتے ہیں اس کوچے میں عاشق ہر دم
لاکھ ہوئے انہیں ایدا غشم و رنج والم پاؤں ڈگ جائیں کبھی یہ نہیں عاشق کا دھم
جو دراهم سے محنت میں وہ صادق کہے
جان ہر جس کو عزیز زندہ عاشق کہے

ہو کے معقول کہا میں نے کہ ماشا اللہ خوب تکین مری آپ نے کی خاطر خواہ
آپ تو خفر ہیں مجھ کو جو بتائی یہ راہ بعج گیا درنہ میں ہو جاتا اسی شک میں تباہ
تھے ہے یہ تن و مکانے بھی نہ عزت پائی

آپ سے عشق حقیقی کی سُنی وہ مدحت پہلے جوشک تھے وہ جاتے رہے لیکن حضرت
خود بخود دل میں یہ پسدا ہوئی اپنی حسرت اک نظر اُس بُتِ عنای میں دیکھوں صورت
بُورہی ساری خدائی میں ہے ثہرت جبکی
کی تھی موسیٰ نے سرلمور زیارت جس کی

دیر کے بعد یہ نسرا یا کہ خاموشیں رہو ہوش میں آؤ ذرا اپنی حقیقت دیکھو
سخت مشکل ہے میہنزہل نہ قدم آیں عرو عشق مولا ہے کھن حوصلہ اس کا نہ کرو
لامکھوں عاشق میں مگر قیس کے ہم کھمیں
تلزم عشق حقیقی کے شناور کم میں

ختیار ہمیل کے مردان حندانے کیا کیا اک نظر اُس بُتِ عنای کا ہے حبلوادیکھا
بیٹھے بیٹھے یہ تمہیں ہو گیا سو دا کیا عشق مولیٰ کو بجا زی کی طرح کیا سمجھا
بڑی مشکل سے نکلتا ہے یہار ماں بابا
صل مشوون حقیقی نہیں آسائیا

اُس جوں نے مجھے ایسا دیا سو کھایا جواب اشک بہنے لگے پہلو میں ہوا دل بیاب
جوڑ کر ہاتھ کہا میں نے کہ للہ جناب یہ فرمائیے جس سے مری مٹی ہو خراب
نہ مدد کی تو یہ مست با یعنی ہستی میری
اُب نہ یوں چھوڑیے بخندار میں کشتی میری

ثناہ جی بوئے سڑی سے ہے پڑا ساتھ آج یہ نئی صد ہے کہ دُنیا میں نہیں جبر کا علاج
چیز دہ مانگ کہ جس کا ہے زمانہ محاج کہیں ہو سکتا ہے یہ بھی کہ ابھی ہو مسراج
لطے جو ہوتی نہیں برسوں میں یہ منزل ہے
صاف کہتا ہوں کہ عرفان خدا مشکل ہے

رُوکے میں نے کہا اچھا نہیں اب اس کا آہل کچھ بیاں کرنہیں سکتا کہے دل کا کیا عامل
بے چہری ہوتا ہے افسوس مگا میرا حلال جان دید دل گا جو پورا نہ کیا میرا سوال
آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا نہ گھر جاؤں گا
اک نظر اس کو نہ دیکھوں گا تو مر جاؤں گا

ون کے یہ شاہ جی پہلے تو ہوئے کچھ بیزار پھر یہ فرمایا نہیں عحتل سے تم کو سروکار
جان دینے پہ جو تم ہو گے بابا تیار اس طرح ہو گا میستر تمہیں اس کا دیدار
اُس کو پردہ انہیں تکلیف اگر ہے تم کو
لا ابالی ہے وہ سر کا رخ برہے تم کو

کہا میں نے کہ بجا سب ہے یہ ارشاد حضور پر مجھے اس دل م Fletcher نے کیا ہے مجبور
وصل مشکل ہے اگر فیض ہوا تنا تو ضرور کسی پر دے میں دکھا دیجئے اللہ وہ نور
خوش کسی طرح سے میرا دل منوم تو ہو
کس کی صورت پہ ہوں شبیدا مجھے معلوم تو ہو

بولے یہ ہو گا نہ گھبراؤ ذرا صبر کرو رحم آتا ہے مجھے دیکھ کے م Fletcher تم کو
اثک پوچھو مرے پاس آؤ پریشان نہ ہو لو اس آئینہ میں تدریت کا تماشہ دیکھو
نظرِ احبابے گی بابا وہی صورت تکو
ابھی گھل جائے گی اس بُت کی حقیقت تکو

یکے آئینہ جو دیکھا تو ہوا دل کو قرار ایک خوش روشنی سر آیا مجھے ایسا دلدار
پوچھا کیا دیکھتے ہو میں نے کہا جلوہ یار بولے خاموش کسی پر نہ کھلیں یہ اسرار
بات گو عن ہے مگر چاہیے دمہت تکو
دار پر کھیجنے نہ دیں اہل شریعت تکو

ابتو مسہ مانگی مراد آئی گیارخ و ملال دیکھو دم بھر میں خدا نے کیا کیسا افضل
اور اک تم کو یہ گرتا ہوں نصیحت فی الحال عمر بھرا ب آئی صورت کا رہے دل می خلیل
شو ق حوروں کا ہوے خلد کی جا گیر کا ہو
ذمہ آ خردی تصور اسی تصویر کا ہو

شاہ جی باغ سے جانے لگے جب یہ کہکر
گر کے قدموں پر کہا: میں نے اٹھاول چاہر
ہکیمی رہتا ہے قیام آپ کا کس جا اکثر آپ کا نام ہے کیا؟ اس کی توہ جلے فر
بہنس کے فرایا رسی سے بھی نہیں دیہلیں
فیض ارش مجھے سمجھتے ہیں شہوں میں

الغرض مجکو یہ سمجھا کے وہ نصت ہوتے جب
با غے میں بھی خوش آیا کہ برآ یا مطلب
دستوں نے یہ سنا حال تو ششدار ہوئے سب
بھن اچا ب یہ بولے تمہیں چھوڑ دینگے ناپ
بات جو کام کی ہے وہ تو سنا وہم کو
دیکھا آئینہ میں کس کو یہ بتا وہم کو

اُن سے میں نے کہا اس میں ذکر نا اصرار شاہ جی کہہ گئے ہیں نام نہ لوں گا زندہ
پھر کہا سب نے اگر ہے تمہیں اس کا انکار جملہ اُس کا سرداپا تو کرو گے انہار
کچھ تو مسلم ہو آخر وہ معتمہ کیا تھا
کیسی پوشاک تھا پہنے ہوئے نقشہ کیا تھا

کچھ مجھے بن نہ پڑا سب نے یہ مجبور کیا آخر اما مر کہتا سنئے سر اپا اُس کا
مرے پاتک تھا وہ قد نور کے سانچے میں ھلا حسن وہ تھا جو کسی نے بھی دیکھا نہ سنا
اسی نظر دیں سائی بے ہمت اسکی
کہ بیان کرنہیں سکتا میں حقیقت اسکی

بحندا نور سے متور تھی وہ زلف سیاہ رُخ تھا کر ہر منور تو جیس غیرت ماہ
ابرؤں پر مہ نو کا ہوا دھو کا و اللہ انھیں دیکھیں تو زبان سے مر لئا ک آہ
دیکھ کر اپنا اُنہیں آنکھوں نے مائل مجکو
بحندا تیر نظر سے کیا الگا مائل مجکو

یہ کہاں منہ ہے مرا میں جو کروں دصفت ہیں چشمہ فیض تھا لاغنچہ نسرين و من
دُر دندال کا بیان کیا ہو جو دیکھا جو بن دل من داند و من دانم و داند دل من
یہ ارادہ ہوا کچھ اور نہ سامان کرو
کہا لو ہی سرے کی کہی جان کو قربان کرو

ماحت چاہ ذقن ہو یہ کہاں ہے مقدور کر دل گردن کی صفت یہ بھی نہیں مجکو شور
تلد کی شمع ہے کیا چیز کہاں آئیں یہ نور وہ گلا دیکھا ہے جیسے ہے مرے دلکو مر
نہیں آنکھوں سے عجب شان خلائی دیکھی
حق یہ ہے بادہ وحدت کی صراحی میکھی

کل حیناں جہاں سے تھا حسیں وہ گلفام وضع سادی تھی مگر باندھ تھا رنگیں احمد
یہ بھی چہرے سے عباں تھا کہ وفا کا نہیں نام اپنے عاشق کو دیا ہو گا ذاں نے اس نے اس
ظاہرا شوخ بھی خوش رو بھی بڑھ دار بھی ہے
پر قیامت کا جھاؤ جو ہے دل آنار بھی ہے

نام لوں گا نہیں اس بات پہ نارہن ہھو کہہ دیا حال سر اپا بھی سُنا یا اب تو
ذکر جس کا ہوا ہجھاں لو تم خود اُس کو چاہے ہمیری طرح عشق کرو یا نہ کرو
میں نہیں کہتا مزا چاہ میں کیا ہوتا ہے
پہلے سنتے تھے یہی عشق برا ہوتا ہے

اب یہ حالت ہے کہ خود جان ہے اپنی دو بھر روز کہتا ہوں اُسی گل سے مخاطب ہو کر
نے مرے دارث و آٹا مرے بندہ پور تیری صورت کونہ بھولے ترا سیدادم بھر
زندگی بھرنہ کسی رشک پری کو دیکھے
ہے نمنا دم آخربھی تجھی کو دیکھے

تمام شد

فیض وارث المعروف بـ آئینہ عشق در درست مُرشد برعنادی مطلق عالم
علیم طریقت ماہرِ موزِ حقیقت واقع اسرارِ خلقی و جلبی جانب حضرت حاجی حافظ
سید دارث علی شاہ صاحب قدس رہ

دَا سُوكْتَ شِيدا

از

مرزا مُحَمَّد بِرَاهِيمْ بِنِيگْ صاحبْ شَيْدَهْ آوارَى

ہوَالَّا رُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کبھی ایسے بھی تھے اُفت کا نہ دم بھرتے تھے کسی معشوق کی صورت پر نہ ہم مرتے تھے
 شوخ چشمتوں کے نہ کوچے میں قدم ھوتے تھے عیش و آرام سے دن رات بسکرتے تھے
 ہجر کاغم نہ تمازے شبِ صلت تھی
 چین سے سوتے تھے کچرخ نہ تھماراحت تھی

عشق کا نام بھی کافی سے سنا تھا نہ کبھی دیکھتا تھا ابھی بھولے سے نہ صورت اچھی
 کبھی کاہے کو مرے دل کی تھی حالت ایسی داستانِ عشق کی سُسنے سے مجھے نفرت تھی
 یوں جگر حسن پرستی یہ نہ خوں ہوتا تھا
 یہیں و فریاد کے قصہ سے جنوں ہوتا تھا

نالہ مُبیلِ شیدا پہنسی آتی رہتی شاد ہوتا تھا وہ جب درد سے چپلاتی تھی
 کبھی کافی کونہ قمری کی صدا بھاتی تھی صحنِ گلشن سے طبیعت مری گھبراتی تھی
 نظر آجائتے تھے لالہ کے جہاں بلغ مجھے
 وحشت انگیز ہوا کرتا تھا وہ بلغ مجھے

باغِ عالم میں کسی گل کا نہ تھا مجھ کو خیال سبل آسانہ پریشان تھا نہ تھا دل کو ملال
 صورتِ سبزہ ہوا تھا نہ کبھی میں پا مال مکمل نرگس نہ تھا حیراں نہ طبیعت تھی نہ ممال
 نہ مم اجباب میں دل شادر ہا کرتا تھا
 سردوں کی طرح میں آزاد رہا کرتا تھا

پا سے کی جو حسینوں نے کبھی مجھ پر نگاہ
 شکھیں دکھدا بنا جسنجھ کے نہیں خاطر خاہ
 لف آن کی نظر آتی تھی مجھے مار سباہ
 چشمِ غور کی الفت کو سمجھتا تھا آگناہ
 دلوں لخانا کسی بست کی محبت کا مجھے
 بخدا شوق تھا دن رات علامت کا مجھے
 زخمِ جزعا بمحکوم تھا نے دصال
 نکسی شوخ کی حسرت نکسی گل کا خیال
 شرق لئے کا کسی سے فنا نہ چھٹئے کامال
 محو تھا آئینہ میں دیکھ کے خدا پنا جمال
 گردش چرخ سے برگشتہ جو لقیدیر ہوئی
 جان بانے کی نی شکل سے تمہیر ہوئی
 بہر باندیں ایک روز مجھے بہر سپر رہا
 ایک دردیش نفر آپ پریشان نگاہ
 چشم پڑا بحسب سوختہ کپڑے بھی سیاہ
 مضطرب جان سے بیزار تھا اور حال تباہ
 لب پر اُن اُن کی صد اجان کو دکھوتھا
 دنوں باخوں سے جگر کپڑے ہوئے بہانہ
 مرد کاں جو کیا اُس کو مرے دل نے قیاس
 پوچھا آداب سے کس داس طیں پا داس
 اتنی آپ نے یہ کس نے پہنائے لباس
 اُل دُنیا سے کوئی چیز نہیں آپ کے پاس
 لمر سے بے گھر کیا افسوس دل آزادی کی
 ہ تو فرمائیے کس نے یہ بخاکاری کی
 اور اس بات پر وہ روئے لگے زار و نزار
 دیر کے بعد کہا مجھ کو نہیں صبر و قرار
 میں اسی دل کی بدوالت ہوا ایسا لاجوار
 کو بکرو خاک بس رہنے اپڑا آحسن کار
 خاہ را آزادی ہے بامن ہیگ قای ہے
 مرضِ عشق کی بابا مجھے بیا کی ہے
 حضرت عرش نے دیوانہ بنایا ہم کو
 گھر سے نفرت ہوئی خوش آتم ہے صمرا ہم کو
 بیٹھے بکھلائے کیا ملت میں رسو ہم کو
 اب دکھائی نہیں دیتا کوئی بنا ہم کو
 دوستوں کو مری صورت کے ہے نفرت ایسی
 بات کرنا بھی گوارا نہیں الفت کسی

جب سے بوجی ہوئے اور تن پر ملا ہم نے بھجوت
بے وطن کر دیا یہ بھی ہے اسی کا اگر توست
دم بخود ہو گئے یہ لب پر لگی مُہر سکوت
بان جائے گی یونہیں اب یہاں ہوتا ہے ٹھوٹ
بن میں کھسپار میں چلاتے ہیں اور روتے ہیں
دیں کی دمن میں بھن گلتے ہیں اور روتے ہیں

سُن کے یہ مال ہوئی اور بھی حیرت مجھ کو
ان سے چل ج نہیں اسی مُسْنی یاد رکھو پھر کہا شاہ جی کہہ دیجے حقیقت اب از
عُشنا کہتے ہیں کے کوئی آفت یہ ہے
جان بھی عُشن میں جاتی ہے قیامت ہے

عُشن ہے نام کسی شہر کا یا انسان ہے
عُشن ویرانہ کو سب کہتے ہیں یا جوان ہے
ہے لگدا یا کسی استیلم کا یہ سلطان ہے چیردا ناہے جو ان مرد ہے یا نادان ہے
عُشن درویش ہے بجدوب ہے یا کال ہے
عُشن عالم یہ کسی علم کا یا جاہ ہے

کیا کسی بزم کا یہ تمع شہستان ہے عُشن یا کسی باغ کا یہ مرغِ خوش الحان ہے فتن
مقصد بسید ہے یا مطلبِ قرآن ہے عُشن کسی کافر کا لتب ہے کہ مسلمان ہے عُشن
گلِ حشرنگ ہے یا خلِ شردار ہے عُشن
رندِ غور ہے یا زادہ اہم ہے عُشن

ماں ہی مشرع ہے یا زندگی خرامات ہے عُشن باعثِ امن ہے یا موجبِ آفات ہے عُشن
دن کی ہماری ہے یا مرگِ مفاہات ہے عُشن بجز خسار ہے اچشمہ نظمات ہے عُشن
ساتھ کیا رہتا ہے سبکے یہی تہہ کی طرح
ہے کہیں اسکان خاں سد سکندر کی طرح

حد کی قسم ہے یا قوم پریزاد ہے عُشن موںِ ملن ہے یا بانیِ بیداد ہے عُشن
بھی پاہنڈ ہے یا خود سر و آنام عُشن جو ہر تنخ ہے یا کوئی جلا ہے عُشن!
یہ جھاکار و ستمگار ہے یا قادر ہے
کسی مخلوم کا یہ نام ہے یا قال ہے

بیشتر ہے یا خجھہ بڑا ہے عشق بُجُبِل زار ہے یا شیرینستاں ہے عشق
 فرد ملک ہے یا ستم دراں ہے عشق سبب کفر ہے یا قوت ایماں ہے عشق
 جلوہ نہ ہے یا ناشر بار ہے یہ صاحب سمجھے یا الک رنار ہے یہ

گبر کا قول ہے یا حکم شریعت ہے عشق سبب فخر ہے یا باعثِ ذلت ہے عشق
 حملہ کتے ہیں انسان کی شامت ہے عشق عقلائیت ہے عشق اس کا وعدہ نہ کسی سے کبھی زناہ کھلا
 اہم اعظم کی طرح اس کا نہ اسرار کھلا

رعد ہے برق ہے یا بر گہر بار ہے عشق پیسے پیسے کو یہ مغلس ہے کہ زدار عشق
 قهر خالق ہے یا رحمتِ فقار ہے عشق کبھی توہم جفا کار لامسہ دار ہے عشق
 نام در در کے خردمند سدا یتے ہیں ملک الموت سے نسبت اے کیوں یتے ہیں

کسی بُت خانہ میں کرتا ہے یہ بُت کا پوجا خود ہے اوتار کہ قائل ہے یا اوتاروں کا
 اہلِ تسلیث ہے یا کیا ہے مقولہ اس کا وعظ کہتا ہے کہیں یا کہنا تاہے کتنا
 مسئلہ میں کبھی توحید کے کچھ کہتا ہے مُعْتَكِف کعبہ کا ہے دیر میں یاد رہتا ہے

کہیے جو کچھ کسی عاقل سے سُنی ہو تقریر زہر ہے یا کوئی مجنون ہے یہ پُرنا شیر
 باخیں ہے کوئی جس کا نہیں دنیا میں نظر یادہ بُوئی ڈی ہے بنائیتے ہیں جس سے اکیر
 بہمید کھلتا نہیں اس کا کوئی کیا بات ہے یہ
 جانے والے میں چپ کیا طلاق ہے یہ

مسکرا یا مری ڈان باول پر دہ عاشق زار بھر کے اک آہ کہا تیرے مقدر پر شار
 شکر لازم ہے خدا کا تجھے ہر لیل و نہار دل کو تیرے نہیں اس درد سے ابک سردا

عشق کا رنج ہر اک غمے جُدا ہوتا ہے
 عشق بھولے سے نہ کرنا یہ بُرا ہوگی ہے

یہ دن ار بھیں اس کی ہے طو طے کی گاہ جان یہ لیتا ہے یا مفت میں کرتا ہے تباہ
 جس کا رہبر ہوا کر دیتا ہے اس کو گمراہ دھی کافر ہے مسلمان جو کمرے اُلیٰ پاہ
 نقد جاں کیلے قزاق ہے پرہن بھی بھی
 دین دایمان کا بوجاتا ہے دشمن بھی بھی
 یہ وہ کافر ہے نہیں جبکہ ذرا خوفِ خدا غون نامن بھی اُسی کی ہے عدالت میرا
 رحم کرنا نہیں آتا ہے بھرپور و جفا ناک چھنواتا ہے گھیوں کی حسینوں سے مدد
 آشناوں کو یہ بیگانہ بنادیتا ہے
 ماتلوں کو بھی دیوانہ بنادیتا ہے
 باڈشاہوں کو بناتا ہے یہی عشق گذا کر دیا پر دہ نشینوں کو اسی نے رُسو
 مم جھینوں کو اسی نے ہے دیا دلاغ نیا بخدا عشق نہیں دوست کسی کا حاست!
 کسی عاشق پر نہ بھولے سے کرم اُس کیا
 قیس و فرہاد پہ کیا کیا نہ ستم اس نے کیا
 خسر و عالم ایجاد یہی عشق ہوا جلوہ حُسن خداداد یہی عشق ہوا
 ہوشمند دل کا بھی استاد یہی عشق ہوا کہیں شیریں کہیں فرماد یہی عشق ہوا
 ہر جگہ چال نئی مورے چلتا ہے یہ
 سو سو انداز کے برد پ بدلتا ہے یہ
 کہیں قاضی ہے پر بتا ہے کہیں بادہ زوش کہیں زاہد کہیں عابد ہے کہیں یہ میونش
 کہیں سالک کا سلوک اور کہیں مذوق کبوش محل صوفی مٹے وحدت کے کہیں یہ مدھوش
 شعلہ نار شر بار کہیں نور کہیں
 صورتِ حضرتِ موسیٰ ہے کہیں طور کہیں
 لَنْ تَرَانِ كَبُّجِي كَبَهِ اَعْتَادَ یہ جوش ہیں آں ہے کبھی قول السع اور کبھی قَالُوبًا
 کبھی کہستا ہے اَنَا عَذِّكَ یہ سر کو بھکا کبھی خوش ہو کے یہ خود کہتا ہے لولاک للا
 کبھی عاشق ہے کبھی ہو جاتا ہے مجبوب کبھی
 کبھی طالب نظر آتا ہے یہ مظلوب کبھی

ویو ہے اب نہیں ہے پری ہے نہ فرشتہ ہے یہ
کس سے شبیہ اسے دیجھے سکتا ہے یہ اس کا نامی نہیں بے مثل ہے کیتا ہے یہ
عن تو یہ ہے کبھی دیکھی نہیں سوت اسکی
بخدا میں نہیں کہہ سکتا حقیقت اسکی

شیخل عنقا ہے مگر نام ہے اس کا مشورہ اس کا اسرار سمجھنا ہے بہت عقل سے دور
ہر جگہ اس کا نئی طور سے ہوتا ہے ظہور نظر آتا ہے مگر حسن کے پردے میں ضرور
مہ جیینوں کا فقط نام ہوا کرتا ہے
دل یہی عاشق شیدا کا لیا کرتا ہے

کی جو اس عاشق صادق نے یہ مجھ سے تقریر آہ کی میں نے کلیچہ پہ لگا عشق کا تیر
ہو گئی پسند و صیحت کی یہ اُالٹی تاثیر مجھ کو حیرت ہوئی چُپ ہو گیا شکلِ تصویر
رنگ چہرے کا بدلتے لگا طاقتِ نری
اشک بہنے لگے پہلی سی طبیعتِ نرہی

دل کو سودا ہوا وحشت ہوئی گھبرا نے لگا غبطنا لے جو کئے مُمنہ کو جگد آنے لگا
خود خود پانچھڑیاں تملک جانے لگا چاہ میں ڈوبنے کو جی مرا اہل نے لگا
حضرت عرش نے جنجال میں ڈال مجبکو
نظر آنے لگی دُنیا تھہ و بالا مجھکو

شاہ صاحب نے جو دیکھا کہ طبیعتِ نہ عال بولے آہستے سے با باب ہے کہ هر تیر انجمال
سُن کے اس عشق کی حالت یہ ہوا حزن ملال ابتداء ہی میں ہوا دل کا ترے پہا عوال
زندگی اپنی ابھی تجمیکو بسرا کرنی ہے
دم نہ گھبرائے مہم عشق کی سر کرنی ہے

ابھی سمجھایا تھا میسا نہ کبھی عشق کا نام دم میں کرو دیتا ہے انساں کا یہی کام تمام
بے خود و خواب یہی رکھتے ہے عاشق کو دم وہ ہی ذانا ہے کرے دوڑ سے جو اس کو سلا
وہ ہی اچھا ہے بُرا جس نے اسے جانے
اسکے پھندے میں جو چینس جگا دہ دیوانے

تنکے چونا تاہے کرتا ہے یہی خانہ نزاب وحشی خبیل سڑی سوڈائی یہ دیتا ہے خطاں
درید رپھرتے ہیں عثاق پر شاں بیٹاں غون نامن اسے بے رحم نے سمجھا ہے ثواب
عشق جس نے کیا آپ سے گزر جاتا ہے
جان بچتی نہیں بے موت وہ مر جاتا ہے

عاشقوں کو دیئے آزار ہیں کیا کیا اس نے مفت یہ دل لیا اور دکھ لینے صد ماں نے
کر دیا اشیل زیخا کبھی رسوایا اس نے ٹھکل منصور کبھی دار پکھنچا اس نے
مُوت کی ایڑیاں رُگڑا کے برباد ہوئے
بے گذ نکتل بہت عاشق ناشد ہے

فیس در فراد نے کیا کیا نہ اذیت پائی ایک دم بھی نہ غم در بخ سے راحت پائی
نام بذ نام ہوا جان دی ذلت پائی عاشقوں میں ہر اشہر ایسی دولت پائی
عمر بھر خاک اڑا یا کیے جان بازی کی
حضرت عشق نے کیا خوب سفر فرازی کی

سیکڑوں کو یو نہیں اس عشق نے برباد کیا تم کو سمجھایا اسی واسطے میں نے بایا
نام بھولے سے بھی لیسا نہیں اس کا اچھا خیال بھی دل میں نہ لانا یہ کبھی بھر خدا
عشق بازی کا تصور جو کیا کرتے ہو
میرا کہنا نہیں سُننے یہ بُرا کرتے ہو

گر بھی حوصلہ ہوئے کہ بنیں عاشق زار پھر صحبت بھی پکڑنا ہے سر اسر بیکارا
کس کو سمجھائے کوئی ہوا بھی ناخبر پہ کار ابتدائے ابھی اس وقت نا تر بھا خمارا
حضرت عشق کے قابویں جب آجاؤ گے تم
کف افسوس لو گے دہ سزا پاؤ گے تم

پھر مجھے آتا ہے اس نیری جوانی کا خیال بے سبب خاک میں مل جانے کا یہی جان
جان جانے کی جو معشوں کریں گے پامال بے جھری ہوتا ہے افسوس گلا تیرا ملال
فائدہ کچھ نہیں اور جان کنفیان ہے یہ
بے اجل موت کے آجائے کا سامان ہے پا

عشق کے دام میں تو ہو گیا اک دم میں اسر
بزرگ اور بتاتا ہوں بخنه میں تدبیر
بنکر اپھی بجند اس کے سوا اور نہیں
اس ترے درد کی اب کتنی دوا اور نہیں

اک عاشق بھی ہے اس وقت جہاں میں ایسا جس کا ثانی نہ کسی نے کبھی دیکھا نہ سنا
سر بخخت عشق کے میدان میں وہی مرد رہا خوب نیزگی الفت کا ماتا شا دیکھا
صادق القول بھی جان باز بھی اللہ ہے
حضرتِ عشق کے اسرار سے آگاہ ہے

اک وہ ہے عشق حقیقی میں ہوا نام آور اُسی عاشق کو میسر ہے دصلیٰ دلبر
هر گھری صورت دلدار ہے لیکن پیش نظر خضر سا ہے وہی اس راہ میں سبکار رہبر
دم میں طالب کروه مظلوم بنا دیتا ہے
منزلِ عشق کا رسٹہ وہ بتا دیتا ہے

دم بخود جوش میں رہتا ہے وہ مرد آناد پیش و راحت وہ غم ہجر میں کرتا نہیں یاد
صہبہ بھی ایسا کبھی لب پ ن آئے فریاد بجند اغیرت عثاث ہے وہ نیک نہاد!
مئے الفت کا اُسے جوش رہا کرتا ہے
یاد دلدار میں مدھوش رہا کرتا ہے

زینتِ محفل عثاث دہی ہے وَاللَّهُ رَوْلِنِ گھلشن آثاث دہی ہے وَاللَّهُ
باعثِ حممتِ حنلان دہی ہے وَاللَّهُ اپنے معشوں کا مشتاق دہی ہے وَاللَّهُ
بنکر دنیا کی نہ عقبے کا کبھی ہوش رہا
باد، وصلت جاناں کا اُسے جوش رہا

کوچہ عشق میں جان باز ہے وہ ہاختن عن عشق ہانوں میں سرافراز ہے وہ ماشِ عن
حضرتِ عشق کا ہمراز ہے وہ ماشِ عن صاحبِ حسن خدا ساز ہے وہ عاشقِ عن
منزلت اُس نے یہ پائی کہ من اللہ ہوا
اپنے معشوں کا معشوں وہ ذی جاہ ہوا

گوہر درجِ دلایت ہے وہ عالی درجات
مالم عسلیم طریقت ہے وہ عالی درجات
دافت سر حقیقت ہے وہ عالی درجات
دہبیر کوچہ اُلفت ہے وہ عالی درجات
سب کا عالمی وہ مددگار سدا رہتا ہے

شاہ فارث اُسے ہر فرد بشر کرتا ہے

خسر و ملکتِ عشق ہے وہ بھر کمال
ہے اس اکیلم کا سلطان وہی فرخندِ خصال
ماشقوں کا ہر اسرائیل و دیکھوتی بال
حکمران شہر دلایں ہے بعد جاہ و جلال
کوئی عاشق نہ کبھی پائے گا رتبہ اُس کا
چل گیا سلطنتِ عشق میں سکا اُس کا

مطلوبِ عشق سے کر دیتا ہے سب کو آگاہ
عاشقوں کی وہیں ہوتی ہے سدا بہم اللہ
چشمِ العاذات سے کی جس کی ہر فریک نگاہ
کورا ملن کو نظر آنے لگی عشق کی راہ

ساغر بادہ عرفان پلا دیتا ہے
رم میں قدس کا تماشا دہ کھادیتا ہے

عشق بازی کا تمیں شرق ہے مگر حد نے یادا
بان بھی دینا جو منظور ہو شکلِ نسرا د
خاک چھانا کر دملنے کا نہیں گئے مُراد
شاہ فارث کی نہ تم پا ہو گے جب تک امداد
مرتبہ اور کسی کو یہ سزا دار نہیں
دوسرا کوچہ اُلفت سے خبردار نہیں

کہکش کے درویش نے یہ کر دیا خصتِ مجھ کو
خواب میں ہوتی تھی بجنوں کی زیارتِ مجھکو
گھر تین آیا تو زیادہ ہوئی وحشتِ مجھ کو
زندگی روئے میں بر و قت بسر ہونے لگی
نَّات بھر آہ و فعال کر کے سحر ہونے لگی

دل مرا صحتِ اجاہ سے گھبرا نے لگا
خون دل پیمنے لگا لخت ہے مگر کھلانے لگا
سیہر کے واسطے صحری کے طرف جلنے لگا
ہر گھری موت کا پیعنام مجھے آنے لگا
جی میں آنے لگا کچھ نام تو کر جائیے اب
بے اجل اپنا گلا کاٹ کے مر جائیے اب

پکھ دنوں تک بولیں دل کو نہ رہا صبر و قرار
 کوئی عونس تھا نہ ہدم نہ مددگار نہ یار یک بیک مجھ پر ہوا فیصل نہادے غفار
 دو اندوہ و الم سے ملی راحت مجھکو
 ہو گئی حضرت وزارت کی زیارت مجھکو
 دل مضطرب اسی وقت سے راحت پائی فادغ البال ہوا غم سے فراغت پائی
 جان بی بیع کئی اور نام نے شہرت پائی منزلت یہ شہر دارث کی جو دلت پائی
 بن گیا بگڑا ہوا کام بھی کیسا اپنا
 یہ شرف کم ہے لقب ہو گیا شیدا اپنا
 کیوں نہ ہوں ایسے شہنشاہ کا میں دل سے غلام غیرت قیصر و فتحور جس کے حُنڈام
 ان کے ذر سے نہیں پھرتا کوئی طالب کام ہے بھبھکر ہی ہو جائے مر تک سر کام
 اس کو اللہ بے اعزاز و کرامت رکھے
 میرے سر پر پیرے وزارت کو سلامت کئے
 حضرت عشق میں تازینتِ بزم عشق
 عاشقوں میں رہے جسون پرستی کا مذاق اپنے عشوق کا ماثق رہے جب تک مشاق
 جس تک اس تیض ترا بند نہ دم بھرو ہوئے
 مذہبِ عشق کی سلیم برابر ہوئے
 جب تک ابر رہے ابر سے باراں جب تک ارض رہے ارض پر دلیا ہوں دل
 جب تک بلن صدف میں رہے گوہن پاں آب گدھر میں سے قیمت گوہر ہو گراں
 رشک دارا و سکندر ترے درباں ہوؤں
 ترے کوچے کے گدا تیھڑہ خاقاں ہوؤں
 جب تک نہ کریں پیرِ مغاں کی بیعت جھومنے کی رہے بستوں کو جب تک میادت
 دختِ رزکی رہے سیخواروں کو جب تک چاہت فی میں تانش رہے نشہ میں تاکیفت
 مرضِ عشق میں عاشق ترے بیمار رہیں
 چشمِ محور کی الْفت میں گرفتار رہیں

ہا مسلمان پر ہے فرض رسولوں کا ادب رہنا خضر کا جب تک سہے دنیا میں لقب
 ناحد اتار ہے الیائی سے امداد طلب تار ہے چرخ چہارم پر سیحہ کا مطلب
 حکما ڈر کے کہیں قدر نہ جانی تیری
 مردے سے زندہ ہوں نہ ہے سحر بیانی تیری

حضرت عشن میں عثمان کے جب تک مساز دولتِ حسن سے خوش درہیں جب تک متاز
 دلبروں میں رہے تا شرم و جایا عشراہ دنماز پھوڑ دیں جب تک حسین جو رجھا کا انداز
 تیرا عاشق نہ تری چاہ میں پچھوڑ دیں کسے
 تینغ ابرو پر ہر آک جان کو قربان کسے

جب تک باغ جہاں میں رہیں سر بزر بھر آپ فصل بہاری یہیں رہے تا یہ اثر
 شاخ میں غنچہ ہو اور غنچہ کی مشنی میں ہوزر کمل کے تاغنچہ وہی گل ہواںی گل سے ثمر
 دل بد خواہ میں لا لہ کی طرح راغ رہے
 ابِ رحمت سے ہر افیض کا یہ باغ رہے

بُلبل گل میں یہ آتی ہے محنت جب تک گل ہو گلزار میں اور گل میں ہو رنگت جب تک
 پھول میں بو رہے اور بو میں لطافت جب تک عاشقا نہ رہے قمری کی طبیعت جب تک
 دام الفت سے نہ عاشق نہ کوئی آزاد رہے
 سب کا محبوب میرا غیرتِ شما داد رہے

رہے گھیں کو بہار آنے کا راں جب تک جھیے کرتے رہیں مرغ خوش الحاں جب تک
 مرد آزاد ہے سنبل ہے پر بیان جب تک بلبل زار ہے گلزار میں نالاں جب تک
 درد و اندوہ غم در بخش سے آزاد رہے
 باغِ عالم میں یہ مددوح مراثا داد رہے

نازمانے میں رہے شعر و سخن کا چرچا جب تک رکھتے ہیں یہ اہل سخن طبع رسا
 قت در داں اہل سخن کے رہیں اہل ذکا جب تک ہمتا ہے مددوح سے رحمت کا صلا
 بھول جاوے ترا شیدا ن و سیلہ تیرا
 اک نیار و نریہ لکھ لائے قصیدہ تیرا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شجرَةُ الْمَادِرِيَّةِ وَالْمَسْتَقْبَلِ

شاعرِ محشرِ محمد مصطفیٰ کے داسطے
 مالک قبرِ علی خوشِ نظر کے داسطے
 مجتبیٰ حضرت حسن شاہ ہدایہ کے داسطے
 صابر دشاکر شہیدِ کرمان کے داسطے
 حضرت عابد گرفتارِ بلاس کے داسطے
 فخرِ عالم حضرت موسیٰ صفا کے داسطے
 اور سریٰ سقطیٰ کامل پیشوں کے داسطے
 شلیٰ و عبد العزیزِ اہل صفا کے داسطے
 بو الفرج ہم بوحسن شاہ ہدایہ کیوں اسٹے
 صاحبِ دل بو سعید پیشوں کے داسطے
 غوثِ الاعظم سرگردِ رہ اویا کے داسطے
 سید احمد نیک منظرِ باصفا کے داسطے
 حضرت سید حسن شاہ ہدایہ کے داسطے
 شاہ دین سید محمد باخدا کے داسطے
 شیخ ابراہیم شاہ اتفاقیہ کے داسطے
 مرشدِ شاہ ہدایت رہنمائی کے داسطے
 عبد رزان ولی و مہندی کیوں اسٹے

یا الہی سردار ہر دوسرا کے داسطے
 بادشاہ لائفَا خیر کشا دل دل سردار
 ہادی در ابر امام و مقتداً و میثوا
 تسلیٰ مظلوم و سیدِ راکبِ دش نبی
 زاہدو ساجد غریب و بتلائے رنجِ غم
 باقر و جعفر جنابِ موسیٰ کاظم امام
 از پے معروف کرخی واقف از نہاں
 مرد شاغل عارفِ دکمال بنیندی باخدا
 بہر عبید الواحدِ اہل علم بالمن بالکمال
 شاہ و در دیشِ دولی دانستہ رازِ خنی
 سید و سلطان نقیر و خواجہ مخدوم غریب
 بادشاہ عبد رزان و محبی الدین ولی
 از پے سید علیٰ ہم شیخ موسیٰ غنیبِ اہل
 شیخ البالعیاں و ہم سید بہار الدین سنت
 از پے حضرت جلال و ہم فرید بہری
 بہرا بہرا، سیم امان اشہد و ہم شاہ حسین
 از پے عبد الصمد کامل مطیعِ امرِ حن

بہر حضرت شاکر اللہ علیہ پشا کیو اسے
 حضرت خادم علی حاجت و اکیو اسے
 حضرت دارث امام اولیا کیو اسے
 تجھ کو اپنے عاشقان باؤ فا کیو اسے
 بہر انگیل عالی منزلت والا ہم
 از پئے حضرت نجلت اللہ سردار جیاں
 عاشق حق مرد عارف دستیگر خاصی عام
 یا الہی کردے مجھ کو بادہ الفت کرت

ہے تنا اب یہی شبہدا کی اور پروردگار
 خاتمہ بالخیر ہو خیر الورا کے والے